باب 6

اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دُنیا

(Islamic Republic of Pakistan and the World)

خارجہ پالیسی کا مفہوم *(Meanings of Foreign Policy)*

انسان اکیلا نہیں رہ سکتا۔ وہ اپنی ضروریات کے لیے دوسرے انسانوں کے ہمراہ رہنے پر مجبور ہے۔ اسی طرح کوئی ریاست بھی تنہا نہیں رہ سکتی۔ وہ دوسری ریاستوں سے تعلقات قائم کرنے کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ ریاست کی سیاسی، معاشی، دفاعی اور دیگر ضرورتیں اسے دوسری ریاستوں سے تعاون پر مجبور کرتی ہیں۔ دنیا میں کوئی بھی ریاست خود کفیل نہیں ہے۔ ایک ریاست دوسری ریاستوں سے تعلقات کے قیام میں کچھ بنیادی اصولوں اور مقاصد کو پیش نظر رکھتی ہے اور راستے متعین کرتی ہے۔ اس حوالے سے جو پالیسی وہ بناتی ہے، خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کو متعین کرنے والے عوامل

(Determinants of Pakistan's Foreign Policy)

ہر ریاست اپنی خارجہ پالیسی، اقتصادی، دفاعی، جغرافیائی اور دیگر عوامل کے حوالے سے ترتیب دیتی ہے۔ یہ عوامل وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ کچھ عوامل مستقل درجہ رکھتے ہیں اور بعض عارضی ہوتے ہیں۔ یہ عوامل مل جل کر ایک مجموعی تاثر قائم رکھتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو متعین کرنے والے عوامل درج ذیل ہیں۔

1- نظریاتی عوامل

پاکستان جیسے ملک میں نظریے اور خارجہ پالیسی کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ پاکستان کی تخلیق نظریۂ اسلام پر ہوئی ہے۔ خارجہ تعلقات کے حوالے سے پاکستان اسلامی دنیا کے ممالک سے قریبی دوستی استوار کرنا چاہتا ہے۔ دستور میں دیے گئے پالیسی کے اصولوں کے تحت اسلامی مملکتوں سے گہرے دوستانہ روابط رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم (O.I.C) 1969ء میں قائم ہوئی تو پاکستان کے عوام بہت خوش ہوئے۔ 1974ء میں اسلامی کانفرنس کا سربراہی اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں عوام کا جوش و خروش دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

پاکستان نے ہمیشہ اسلامی ممالک کے ساتھ اُمہ کی سطح پر تعلقات استوار کرنے کو اولیت دی اور دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو مسائل پیش آئے پاکستان نے ان کی ہر ممکن مدد کی۔ ان مسائل میں فلسطین، قبرص، بوسنیا، کشمیر، ایتھوپیا، افغانستان اور عراق بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

پاکستان نے نظریۂ اسلام کو خارجہ پالیسی کی بنیاد ضرور بنایا ہے لیکن یہ بھی نہیں کہ اسلام سے متصادم دیگر نظریات کے حامل ممالک سے دوری اختیار کی ہو۔ عوامی جمہوریہ چین کا اشتمالی نظام اور امریکہ کا سرمایہ دارانہ نظام نظریۂ پاکستان سے ہم آہنگ نہیں پھر بھی پاکستان دونوں سے گہرے مراسم استوار کیے ہوئے ہے۔

2- قومی مفاداتی عوامل

ہر ریاست اپنے قومی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی کو ترتیب دیتی ہے۔ پاکستان نے بھی قومی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی خارجہ پالیسی کے اصول مرتب کیے ہیں۔ انھی اصولوں کے تحت پاکستان نے سیٹو اور سینٹو جیسے معاہدات میں شرکت کی۔ یہ قومی مفادات ہی تھے جنھوں نے پاکستان کو عوامی جمہوریہ چین سے دوستی کی راہ دکھائی۔

خارجہ پالیسی میں دوطرفیت کا اصول حالات اور قومی مفادات کے تحت ہی اپنایا گیا۔ روس نے افغانستان میں اپنی فوجیں داخل کیں تو پاکستان نے اپنے مفاد میں خارجہ تعلقات از سرِ نو ترتیب دیے۔ 1990ء میں پاکستان پر امریکہ نے ایٹمی منصوبے کو ترک کرنے کے لیے سخت دباؤ ڈالا لیکن پاکستان نے اپنا پروگرام امریکہ کی شدید مخالفت کے باوجود صرف قومی مفادات کے تحت جاری رکھا۔

3- جغرافیائی عوامل

پاکستان جغرافیائی اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ملک ہے۔ یہ جنوبی ایشیا، مشرقِ وسطیٰ اور وسطی ایشیا کے سنگم پر واقع ہے۔ چین اور بھارت اس کے پڑوس میں ہیں۔ افغانستان اور ایران جیسے مسلم ممالک سے پاکستان کی سرحدیں ملتی ہیں۔ یہ سارے جغرافیائی عوامل پاکستان کی خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چین سے دوستی پاکستان کی بنیادی ضرورت ہے اور پڑوسی اسلامی ممالک سے اچھے تعلقات کا قیام پاکستان جیسی نظریاتی ریاست کے لیے لازم ہے۔ ان ہی ضرورتوں کے تحت پاکستان ای۔ سی۔ او (ECO)، سارک (SAARC) اور آسیان (ASEAN) تنظیم کا بھی رکن ہے۔ پاکستان کا خلیجی ریاستوں سے قرب اور جنوبی ایشیا کے بحری راستوں سے نزدیک ہونا اس کی جغرافیائی اہمیت کو بڑھانے کا موجب ہے۔ اسی لیے ان خطوں کے ممالک سے قریبی تعلقات پاکستان کی خارجہ پالیسی میں شامل ہیں۔

4- اقتصادی عوامل

بعض ماہرین کے نزدیک سب سے اہم عنصر اقتصادی ہوتا ہے جو خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کارل مارکس (Karl Marx) نے اقتصادیات کو تمام انسانی شعبوں پر اثر ڈالنے والی واحد اور بنیادی قوت لکھا ہے۔ اس نے قوم کی آزادی اور وقار کی بنیاد اقتصادیات کو ٹھہرایا ہے۔ جدید دور میں ہر ریاست اپنی خارجہ پالیسی ترتیب دیتے وقت اقتصادی پہلو کو مدِ نظر رکھتی ہے۔ مضبوط معیشت ہی ٹھوس سیاسی نظام اور مستحکم دفاع کے لیے بنیادی شرط ہے۔ ریاست کے دفاع کے لیے خارجہ پالیسی پر اقتصادی پہلو کا اثر صاف نظر آتا ہے۔ مغربی ممالک سے قریبی رابطوں کا اہم سبب اقتصادی امداد ہے جو امداد دینے والا کنسورشیم (Consortium) فراہم کرتا ہے۔ امریکہ سے دوستی کی ایک بڑی وجہ اقتصادی امداد اور تعاون ہی ہے جو پاکستان کو امریکہ اور مغربی دنیا کے قریب لے گیا۔ آج بھی امریکی اقتصادی امداد پاکستان کے داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں میں اپنا رنگ دکھا رہی ہے۔

5- نفسیاتی اور تاریخی عوامل

پاکستان کی خارجہ پالیسی پر مختلف نفسیاتی اور تاریخی عوامل کا ہمیشہ اثر رہا ہے۔ برصغیر کی تاریخ سے پاکستانی قوم کو بڑے تلخ تجربات حاصل ہوئے ہیں۔ برطانوی دور میں ہندوؤں کے رویے، ان کی سوچ، تعصبات اور معاندانہ سلوک تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کے جائز سیاسی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی حقوق کو دبائے رکھا۔ مجبوراً مسلمانوں کو علیحدہ وطن کا مطالبہ کرنا

پڑا۔ پاکستان کی تخلیق کو ہندوؤں نے دل سے کبھی قبول نہیں کیا اور اکھنڈ بھارت بنانے کی کوشش جاری رکھی ہے۔ ہندو فرقہ پرست جماعتوں نے اپنی حکومتوں کو پاکستان کے خلاف اُکسائے رکھا۔ بھارت کی جانب سے پاکستانی قوم کو جارحانہ اقدام کا خطرہ ہمیشہ پیشِ نظر رہا ہے۔ بھارت اور اس کے معاندانہ عزائم کو سامنے رکھ کر پاکستان ہمیشہ اپنی خارجہ پالیسی مرتب کرتا رہا ہے۔ یہ پاکستان کی بقا کا بنیادی تقاضا ہے اور اسی کے پیشِ نظر دوسرے ممالک سے تعلقات استوار کیے گئے ہیں۔

6- واقعاتی عوامل

دنیا میں رونما ہونے والے بعض ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں جن کے نتائج دُوررس ہوتے ہیں اور ملکوں کو ان واقعات کی روشنی میں اپنے خارجہ تعلقات کو نئے سرے سے ترتیب دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے مثلاً 9/11 کا واقعہ جس نے پاکستان سمیت قریباً بیشتر ممالک کی خارجہ پالیسی کو متاثر کیا۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے نمایاں خدوخال

(The Main Features of Pakistan's Foreign Policy)

پاکستان کی خارجہ پالیسی گزشتہ سالوں میں کئی بار تبدیلیوں سے ہمکنار ہوئی۔ ملکی سالمیت اور سرحدوں کی حفاظت نے پاکستان کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا حلیف بننے اور دفاعی معاہدوں میں خارجہ پالیسی کے نئے رُخ متعین کرنے پر مجبور کیا۔ حال ہی میں افغانستان کا مسئلہ پاکستان کے لیے بہت بڑا چیلنج بن گیا اور خارجہ پالیسی کا رُخ تبدیل ہوا۔ موجودہ خارجہ پالیسی کے نمایاں خدوخال یہ ہیں:

1- آزاد اور خودمختار خارجہ پالیسی

پاکستان کی خارجہ پالیسی قومی تقاضوں سے ہم آہنگ اور آزاد و خودمختار ہے۔ مملکت کی سالمیت، معاشی خوشحالی اور نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کو سامنے رکھتے ہوئے پالیسی تشکیل دی گئی ہے۔ پالیسی کی تیاری میں قومی امنگوں اور وقار کا دھیان رکھا گیا ہے۔ حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان نے مغربی بلاک سے 55-1954ء میں وابستگی اختیار کی۔ امریکہ اور دوسری بڑی طاقتوں کے ساتھ تعلقات کے باوجود اپنے اصولوں کی پاسداری کی ہے کیونکہ بھارت کی فوجی قوت کا مقابلہ کرنا تھا۔ سیٹو اور سینٹو کی وجہ سے پاکستان کو جدید ترین اسلحہ ملا۔ فوجیوں کی بہترین تربیت ہوئی اور بھارت اپنے عزائم پورا کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ آج پاکستان مشرقی اور مغربی دونوں اطراف سے خطرات کا شکار ہے اور اسی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی بنائی گئی ہے۔ امریکہ سے دوستی ہے لیکن پاکستان کسی دفاعی معاہدے کے تحت بالکل پابند نہیں ہے۔ دونوں ملکوں کے مفادات انھیں ایک دوسرے کے قریب لے آتے ہیں۔

2- ملکی سالمیت کا تحفظ

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم اور بنیادی اصول ہے کہ ملک کی سرحدوں، آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کی جائے گی۔ بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو ملکی سالمیت کے پیشِ نظر پاکستان نے بھی اپنی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایٹمی طاقت ہونے کا ثبوت پیش کر دیا۔ بھارتی حملے سے محفوظ رہنے کے لیے حکومت ہر ممکن قدم اٹھا رہی ہے اور دفاعی پہلو سے قطعاً کوتاہی نہیں برت رہی۔ پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر کا پابند ہے اور طاقت کے استعمال کے خلاف عالمی مہم میں شریک ہے۔ پاکستان ''جیو اور جینے دو'' کی پالیسی پر گامزن ہے۔

3- اقوام متحدہ سے تعاون

پاکستان کا دستور حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ عالمی امن کے قیام کے لیے اقوام متحدہ سے بھرپور تعاون کرے۔ اس کے چارٹر پر عمل پیرا رہے اور دنیا کو جنگوں کی تباہی سے بچانے کے لیے عالمی اداروں کا ساتھ دے۔ اقوام متحدہ نے جب بھی پاکستان کو دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں میں امن کے قیام کے لیے اپنی افواج بھیجنے کی درخواست کی، پاکستان نے فوراً عمل کیا۔ آج بھی پاک فوج کے دستے مختلف ممالک میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ ریاست جموں کشمیر کے حوالے سے پاک بھارت جنگیں ہوئیں اور اقوام متحدہ جنگ بندی کراتی رہی۔ پاکستان نے ہمیشہ اقوام متحدہ کے فیصلوں کا احترام کیا۔

4- حق خود ارادیت کی حمایت

پاکستان قوموں کے حق خود ارادیت کا حامی ہے اور اپنی خارجہ پالیسی میں قوموں کے حق خود ارادیت کے تحفظ کے بنیادی اصول کو تسلیم کیا ہے۔ قائداعظمؒ نے خارجہ پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ پاکستان دنیا کی تمام مظلوم قوموں کے حقوق کی بحالی کے لیے کوشاں رہے گا۔ اس اصول پر پاکستان نے ہمیشہ پورے خلوص سے عمل کیا ہے۔ الجزائر، فلسطین، ویت نام، کوریا، کشمیر، بوسنیا، قبرص، کمبوچیا، اریٹریا، زمبابوے اور دیگر قوموں کے حق خود ارادیت کے لیے پاکستان نے اقوام متحدہ کے اندر اور باہر بڑا فعال کردار ادا کیا ہے۔ ویت نام میں امریکی افواج کی موجودگی کے خلاف مہم میں پاکستان پوری طرح شریک رہا۔ افغانستان میں روسی افواج داخل ہوئیں تو عتاب سے ڈرے بغیر پاکستان حق کی آواز بلند کرتا رہا۔

5- ہمسایہ ممالک سے دوستانہ تعلقات

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اصول ہے کہ تمام ہمسایہ ممالک سے خصوصی طور پر اچھے تعلقات قائم کیے جائیں۔ ایران، اور چین سے تعلقات کی نوعیت بہت اچھی ہے اور ان میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ ایران اور چین سے سرحدی معاہدات طے کر کے پاکستان نے باہمی دوستی کو فروغ دیا ہے۔ بھارت اور افغانستان سے تعلقات میں کشیدگی کا سلسلہ جاری رہا۔ البتہ موجودہ صورت حال کافی حوصلہ افزا ہے۔ پاکستان کی مخلصانہ کوششیں رنگ لائی ہیں اور ان دونوں ممالک سے تعلقات مثبت بنیادوں پر آگے بڑھ رہے ہیں۔

6- دہشت گردی کی مخالفت

پاکستان عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف مہم میں پورے شد و مد سے شریک ہے۔ اپنی خارجہ پالیسی کے مطابق پاکستان نے دہشت گردوں کے خلاف کارروائیاں کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ پاکستان خود بھی دہشت گردی کا شکار ہوتا رہا ہے اس لیے اس کے خلاف چلائی جانے والی مہم کی کامیابی کے لیے کوشاں ہے۔ پاکستان ریاستی دہشت گردی کی مذمت بھی کرتا ہے۔ کشمیر اور فلسطین میں عوام جس ریاستی دہشت گردی کا شکار ہیں اس کے خلاف آواز بھی اٹھا رہا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف پالیسی کی وجہ سے پاک امریکی تعلقات میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

7- تیسری دنیا سے روابط

تیسری دنیا سے تعلقات کو بہتر بنانے کا درس قائداعظمؒ نے اپنی قوم کو دیا تھا۔ انھوں نے فرمایا:

''میں ایشیائی اقوام اور خصوصاً مسلم اقوام میں ہم آہنگی، مقصد کی وحدت اور مکمل افہام وتفہیم پر زور دیتا ہوں کیونکہ ایشیائی اتحاد عالمی امن اور خوشحالی کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔''

اس اصول کے تحت تیسری دنیا کے ممالک کے درمیان اتحاد کے لیے جو بھی تحریک چلائی گئی، پاکستان نے اس میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ 1955ء کی بنڈونگ کانفرنس اور غیر جانبدار ممالک کے اتحاد کے لیے جو بھی کوششیں کی گئیں، پاکستان ان میں مسلسل شامل رہا۔ گروپ آف 77 کی تشکیل میں پاکستان پیش پیش رہا اور رکن ممالک نے پاکستان کو گروپ کا چیئرمین منتخب کر کے اس کی کوششوں کو سراہا۔

8- ریاست جموں وکشمیر کی آزادی

وادیٔ جموں وکشمیر کے عوام کی آزادی پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اور بنیادی نکتہ ہے۔ کشمیری عوام پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں اور بھارتی تسلط کے خلاف سال ہا سال سے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ پاکستان کشمیریوں کی سفارتی، سیاسی اور اخلاقی امداد کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ کشمیری عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ اپنی مرضی سے کریں۔ کشمیر ہماری خارجہ پالیسی کا مرکزی پوائنٹ ہے۔ حکومت پاکستان دنیا بھر کی قوموں کو کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت کے لیے آمادہ کرنے میں مصروف ہے۔ پاکستان کے لیے دوسرے ممالک کی دوستی پرکھنے کا معیار مسئلہ کشمیر ہی ہے۔

9- جارحیت کی مخالفت

پاکستان امن کا داعی ہے اور طاقت کے استعمال کو بطور پالیسی قابلِ مذمت سمجھتا ہے۔ پاکستان چاہتا ہے کہ بین الاقوامی تنازعات، ثالثی اور مذاکرات کے ذریعے حل کیے جائیں۔ جب بھی کسی ملک نے جارحیت کی پاکستان نے بلا جھجک اپنا موٴقف ظاہر کیا۔

10- نوآبادیاتی نظام کی مخالفت

پاکستان چونکہ خود نوآبادیاتی نظام کا شکار رہا ہے اس لیے پاکستان نے اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں سے ہی سامراجی قوتوں کے مقابل نوآبادیات کے باشندوں کی حمایت کی۔ پاکستان نے تمام محکوم اقوام کی آزادی کے لیے آواز بلند کی۔ ان میں لیبیا، مراکش، تیونس، ملائشیا، انڈونیشیا اور برما سمیت کئی اقوام شامل ہیں۔ پاکستان نے ان کی آزادی کے لیے اقوام متحدہ کے اندر اور باہر زوردار مہم چلائی اور ہمیشہ نوآبادیاتی نظام کے خاتمے پر زور دیا۔

11- سرمایہ کاری کے لیے پالیسی

موجودہ دور معیشت کا دور ہے اور ہر قوم معاشی میدان میں اپنا حق حاصل کرنے میں کوشاں ہے۔ پاکستان بھی چاہتا ہے کہ دوسرے ممالک کے سرمایہ کار پاکستان میں سرمایہ کاری کریں۔ خارجہ پالیسی میں اس حوالے کو خصوصی طور پر بطور اصول تسلیم کیا گیا ہے تاکہ سرمایہ کاری کے لیے دوسری حکومتوں اور تاجروں سے رابطے قائم کیے جائیں۔ ایسے بہتر حالات پیدا کیے جا رہے ہیں کہ غیر ملکی سرمایہ دار پاکستان میں مختلف منصوبوں میں سرمایہ لگائیں۔ حکومت پاکستان نے اپنے سفارت خانوں کو تجارتی مقاصد اور سرمایہ کاری کے اہداف کے لیے خصوصی ہدایات جاری کی ہیں۔

پاکستان کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Foreign Relations with its Neighbours)

1- عوامی جمہوریہ چین سے تعلقات

عوامی جمہوریہ چین پاکستان کا عظیم ہمسایہ ہے جس کے صوبے سنکیانگ کی سرحدیں پاکستان کے شمالی علاقوں سے ملتی ہیں۔ 1949ء میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے چند ماہ بعد ہی پاکستان نے اسے تسلیم کرلیا۔ 55-1954ء میں پاک چین تعلقات کا آغاز ہوا اور دونوں ممالک دوستی کے اٹوٹ رشتے میں بندھ گئے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ دوستی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ دونوں ممالک کی دوستی عوام کے پُر خلوص جذبوں پر قائم ہے۔ دونوں قوموں کے درمیان ولی ہم آہنگی موجود ہے۔ امن اور جنگ دونوں زمانوں میں چین بہت ہی قابل اعتماد دوست ثابت ہوا ہے۔ پاک چین دوستی کے حوالے سے چینی راہنماؤں کے تاریخی جملے خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔

- ''چین دنیا میں ہر خطرے کے خلاف پاکستان کی حفاظت کرے گا۔''
- ''پاک چین دوستی ایک دریا ہے جس کے بہاؤ کو سامراج کی دیوار کبھی نہیں روک سکتی۔''
- ''چین کی دوستی ہمالیہ سے بلند اور بحیرۂ عرب سے گہری ہے۔''

پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے مابین پرخلوص دوستی کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

☆ پاکستان نے عوامی جمہوریہ چین کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنائے جانے کی بھرپور حمایت کی اور آغاز سے ہی ہر سطح پر چین کے حق کے لیے آواز اُٹھائی۔

☆ 1962ء میں چین اور بھارت کے درمیان نیفا اور لداخ میں جنگ ہوئی تو پاکستان نے چین کی ہر ممکن سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت کی۔

☆ مارچ 1963ء میں سرحدی سمجھوتہ تحریر کیا گیا جس کی رُو سے چین نے اپنے زیرِ قبضہ 750 مربع میل رقبہ پاکستان کے حوالے کردیا۔ یہ علاقہ اپنی چراگاہوں اور معدنیات کی وجہ سے مشہور ہے۔ پاکستان نے معاہدے کے تحت ایک انچ زمین بھی چین کے حوالے نہیں کی تھی۔

☆ 1963ء میں ہی ایک معاہدے کے تحت دونوں ممالک نے ایک دوسرے کی فضائی کمپنیوں کو اپنے اپنے علاقوں میں سہولتیں مہیا کیں اور پاکستان نے چین کے لیے اپنی پروازیں شروع کیں۔

☆ 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں چین نے پاکستان کو اخلاقی، سیاسی، سفارتی، مالی اور دفاعی شعبوں میں کافی امداد مہیا کی۔

☆ عوامی جمہوریہ چین نے مسئلہ کشمیر کے حوالے سے ہمیشہ مثبت اور حوصلہ افزا مؤقف اختیار کیا۔ چین شروع سے کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی حمایت کرتا آرہا ہے اور اس نے عالمی سطح پر پاکستان کے نقطۂ نظر کی بھرپور تائید کی ہے۔

☆ 1974ء میں بھارت کے ایٹمی دھماکے کے بعد چین اور پاکستان نے یکساں ایٹمی پالیسی اختیار کی۔ دونوں نے بحرِ ہند کو ایٹم سے پاک علاقہ قرار دیے جانے پر زور دیا۔ 1986ء میں دونوں ممالک نے ایٹمی سمجھوتے پر دستخط کیے اور چین نے مالی اور فنی تعاون کا اعلان کیا۔

☆ چین کی مدد سے درہ خنجراب سے ایبٹ آباد تک 900 کلومیٹر لمبی شاہراہِ ریشم (قراقرم ہائی وے) تعمیر کی گئی جو تعمیر کا ایک مثالی نمونہ ہے۔ یہ سڑک پاک چین دوستی کی علامت اور ایک درخشاں مثال بن گئی۔

☆ دفاعی میدان میں بھی چین اور پاکستان کے درمیان کئی دفاعی معاہدے کیے گئے جن کے تحت چین نے کامرہ کمپلیکس اور پاکستان واہ آرڈننس فیکٹری کی تعمیر میں پاکستان کی مدد کی۔ اسی طرح صوبہ سرحد میں ہیوی ڈیوٹی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لیے 273 ملین روپے مہیا کیے۔

☆ پاک چین دوستی لازوال ہے اور پہلے کی طرح مضبوط تر ہو رہی ہے۔ عوامی جمہوریہ چین دفاع، صنعت، معدنیات اور دیگر شعبوں کی ترقی کے لیے پاکستان کو فنی اور مالی مدد فراہم کر رہا ہے۔

☆ چین نے ہمیشہ پاکستان میں سیلاب زدگان اور زلزلہ زدگان کے لیے بھرپور مالی امداد فراہم کی ہے اور بلاسود قرضہ جات بھی دیے ہیں۔

2- پاک بھارت تعلقات

بھارت پاکستان کے مشرق میں واقع ایک بڑا ملک ہے جو آبادی کے لحاظ سے دنیا بھر میں دوسرے نمبر پر ہے۔ بھارت میں ہندوؤں اور پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت بستی ہے۔ دونوں قومیں ایک ہزار سال سے زائد عرصے تک ایک ہی سرزمین پر رہتی رہی ہیں لیکن مسلمانوں کا تجربہ اور یادیں بہت تلخ ہیں۔ برطانوی دورِ حکومت میں جب بھی ہندوؤں کو موقع ملا انھوں نے مسلم قوم کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں۔ آزادی کے لیے جدوجہد شروع ہوئی تو ہندوؤں کی جانب سے مسلمانوں کے جائز سیاسی، اقتصادی، مذہبی اور دیگر حقوق کو دبانے کی ہر ممکن کوشش ہوئی۔ مسلمانوں نے مجبور ہو کر الگ اسلامی مملکت کے قیام کا مطالبہ کر دیا۔ 1947ء میں پاکستان ایک آزاد اور خودمختار ریاست کی صورت اختیار کر رہا تھا کہ ہندو راہ نماؤں نے سرتوڑ کوششیں کر کے اس خواب کو بکھیرنا چاہا۔ ماؤنٹ بیٹن اور سر ریڈکلف سے جوڑ توڑ کر کے ہندو ایسا پاکستان بنانے پر راضی ہوئے جو زیادہ عرصہ تک زندہ رہنے کے قابل نہ ہوتا۔

پنڈت نہرو نے اپنی کتاب Discovery of India میں اعتراف کیا ہے کہ کانگریس نے تقسیمِ ہند کا منصوبہ صرف انگریزوں سے جان چھڑانے کے لیے قبول کیا تھا۔ صدر آچاریہ کرپلانی نے بیان دیا۔ ''نہ کانگریس اور نہ ہی ہندو قوم متحدہ بھارت کے مطالبہ سے دست کش ہوئی ہے''۔

پاکستان اور بھارت نے تنازعات کو حل کرنے کے لیے درج ذیل کوششیں کی ہیں:

☆ دونوں ممالک کے درمیان مسئلہ کشمیر سب سے بڑا تنازعہ ہے، جس کو حل کیے بغیر تعلقات بہتر شکل اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ تنازعہ ختم ہو جائے تو تمام شعبوں میں دونوں ممالک کے درمیان دوستی کے رشتے قائم ہو سکتے ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے پاکستان نے ہمیشہ مثبت رویہ اپنائے رکھا لیکن بھارت اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے سنجیدہ نہیں ہے۔

☆ 1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کے مسئلے کے حل کے لیے ''سندھ طاس معاہدے'' پر دستخط ہوئے۔ اس کے باوجود بھارت بدعہدیاں کرتا آ رہا ہے۔

☆ 1965ء کی جنگ کے بعد روس نے پاکستان کے صدر اور بھارتی وزیراعظم کو تاشقند بلایا اور ایک سمجھوتہ طے پایا جسے ''معاہدہ تاشقند'' کہتے ہیں۔

☆ پاکستان اور بھارتی وزرائے اعظم کے درمیان 1971ء کی جنگ کے بعد شملہ کے مقام پر مذاکرات ہوئے اور ''شملہ معاہدہ''

ہوا۔ اس معاہدے کی رو سے پاکستان اور بھارت نے اپنے اختلافات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا اعلان کیا۔

☆ 1980ء سے جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم "سارک" کے دائرہ میں دونوں ممالک نے تعاون بڑھانے کی کوششیں کیں جن کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکل سکا۔ 1988ء میں "سارک" کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا جس میں ایک معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ممالک ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کے پابند ہوئے۔

☆ 1989ء میں کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو بھارت نے پاکستان کو موردِ الزام ٹھہرانا شروع کر دیا۔ پاکستان نے بھارت سے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کا مطالبہ کیا جس سے بھارت نے مکمل چشم پوشی کی۔

☆ 1990ء میں پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری آئی۔ باہمی تجارت اور لوگوں کی آمد و رفت بڑھی۔ یہ تعلقات ایک حد سے آگے نہ بڑھ سکے کیونکہ بھارت مسئلہ کشمیر کو منصفانہ طور پر حل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پاکستان اب بھی اپنے اس منصفانہ موقف پر قائم ہے کہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی منظور کی ہوئی قراردادوں کے مطابق مظلوم کشمیریوں کی رائے کے ذریعے حل کیا جائے۔

☆ 14 تا 17 جولائی 2001ء میں پاکستان کے صدر اور بھارت کے وزیر اعظم کے درمیان اپنی نوعیت کی پہلی آگرہ کانفرنس ہوئی جس کا پاکستان اور بھارت کے علاوہ دنیا بھر میں زبردست شہرہ رہا۔ اس کانفرنس میں ہونے والے تین روزہ مذاکرات بغیر حتمی فیصلہ کے ختم ہو گئے۔

☆ جنوری 2004ء میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والی "سارک کانفرنس" کے دوران صدر پاکستان اور بھارتی وزیر اعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے پائے اور مذاکرات کو جاری رکھنے کا اعادہ کیا گیا۔

☆ 2013ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کے درمیان ملاقات ہوئی اور اپنے اختلافات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا اعادہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ اور سیکرٹری خارجہ کی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔

☆ موجودہ دور میں اعتماد کی بحالی کے لیے مختلف کھیلوں کے مقابلے منعقد کر کے دونوں ممالک ایک دوسرے کو دوستی کا پیغام دے رہے ہیں۔ تجارتی میدان میں سمجھوتے ہو رہے ہیں۔ دونوں ممالک کے تاجر ایک دوسرے کے ہاں دورے کر رہے ہیں۔ شاعروں، ادیبوں اور صحافیوں وغیرہ کے نمائندہ وفد آ جا رہے ہیں۔ ایران سے گیس پائپ لائن پاکستان کے راستے بھارت تک بچھانے کی بات چیت ہو رہی ہے۔ ایٹمی دھماکوں اور میزائل پروگرام کی ایک دوسرے کو پیشگی اطلاع دینے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔

3- پاک ایران تعلقات

ایران اور پاکستان اسلامی، ایشیائی اور پڑوسی ممالک ہیں۔ ایران نے پاکستان کو 1947ء میں سب سے پہلے تسلیم کیا اور اپنی خوشی کا بے انتہا اظہار کیا۔ دونوں ممالک گہرے تاریخی مذہبی اور ثقافتی رشتوں میں منسلک ہیں۔

☆ ایران نے پاکستان کو عالمِ اسلام کا قلعہ مانتے ہوئے 1947ء میں خوش آمدید کہا۔ دونوں ممالک میں وقت کے ساتھ ساتھ بہتر سے بہتر تعلقات استوار ہوتے گئے۔ متعدد ایسے فیصلے ہوئے جو باہمی دوستی کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کا باعث بنے۔

☆ 1949ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے ایران کا دورہ کیا جس کے جواب میں 1950ء میں شاہ ایران نے بھی پاکستان کا دورہ کیا اور تجارتی روابط قائم ہوئے۔

☆ برطانوی ہند اور ایران کے درمیان سرحد کا تعین نہ ہو سکا تھا۔ تنازعات چلے آرہے تھے کہ پاکستان وجود میں آگیا۔ حد بندی کمیشن تشکیل دیا گیا اور 1956ء میں ایک معاہدہ طے پا گیا۔ بعض علاقوں پر پاکستان نے اپنا دعویٰ ظاہر کیا جو ایران کے قبضے میں چلے آرہے تھے۔ ایران نے وہ علاقے واگزار کر دیے۔ 830 کلو میٹر لمبی سرحد کے حوالے سے معاہدہ لکھ دیا گیا۔ اس طرح تعلقات کا بہت اچھا آغاز ہوا۔

☆ ایران اور پاکستان نے تجارتی اور ثقافتی سمجھوتے کرنے کے بعد ضروری سمجھا کہ دفاع کے شعبے میں بھی تعاون ہو۔ امریکہ سے دونوں ممالک کے تعلقات بہت اچھے تھے اور دونوں کو سوویت یونین کی جانب سے خطرہ تھا۔ پاکستان، ایران، ترکی، عراق اور برطانیہ نے ایک دفاعی معاہدہ پر دستخط کیے۔ جو معاہدہ بغداد کہلایا۔ امریکہ اس معاہدہ کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ 1958ء میں عراقی انقلاب کے بعد عراق معاہدہ سے باہر ہو گیا تو اسے سینٹو (CENTO) کا نام دیا گیا۔ دفاعی سمجھوتہ پاکستان اور ایران کو ایک دوسرے کے بہت قریب لے آیا۔

☆ ایران نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کا ہمیشہ بھرپور ساتھ دیا۔ پاکستان کے مؤقف کو سراہا۔ اقوام متحدہ کے اندر اور باہر کشمیری عوام کے حق خودارادیت کی حمایت کی۔ بھارتی افواج کے کشمیری مجاہدین کے خلاف مظالم کی ایران نے ہمیشہ کھل کر مخالفت کی۔ ایران اور بھارت آج کل مختلف شعبوں میں تعاون کر رہے ہیں لیکن کشمیر پر ایران کا نقطۂ نظر پاکستان سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔

☆ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں ایران پاکستان کے ہمراہ رہا۔ ایران کی سیاسی، اخلاقی، اقتصادی اور فوجی امداد سے پاکستان کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد ایران نے پاکستان کے دکھ کو محسوس کرتے ہوئے حوصلہ بڑھایا۔ نیز علاقوں کی واگذاری اور افواج کی واپسی کے حوالے سے پاکستان کی بڑی مدد کی۔

☆ فلسطین، بوسنیا، افغانستان اور دیگر کئی تنازعات کے حل کے بارے میں ایران اور پاکستان نے اعلیٰ سطح پر تبادلہ خیالات کر کے یکساں موقف اختیار کیا۔ 1965ء میں پاک ملائشیا تعلقات میں خرابی پیدا ہوئی تو ایران نے سفارتی تعلقات بحال کرائے۔ بنگلہ دیش وجود میں آیا تو جب تک پاکستان نے اُسے تسلیم نہ کیا، ایران بھی اُسے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ پاکستان اور ایران نے ایک ساتھ بنگلہ دیش کو ماننے کا اعلان کیا۔

☆ پاکستان پر جب بھی مالیاتی بحران آیا، ایران نے مدد کی۔ 1947ء میں ایران نے پاکستان کو 850 ملین ڈالر کا قرضہ دیا۔ 2005ء میں پاکستان اور آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے سے تباہ ہونے والے علاقوں اور عوام کی بحالی کے لیے ایران نے کثیر رقوم فراہم کیں۔ ایران نے بلوچستان میں میڈیکل کالج اور انجینئرنگ کالج بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا نیز ایران کے تعاون سے سیمنٹ، سوتی کپڑے اور مصنوعی دھاگے کے کارخانے قائم کیے گئے ہیں۔ ایران نے پاکستان کی معیشت کو بہتر بنانے کے لیے متعدد اقدام اٹھائے ہیں۔

☆ شاہ ایران صدر ترکی اور صدر پاکستان کی اعلیٰ سطحی میٹنگ 1964ء میں ہوئی اور معاہدہ استنبول پر دستخط کیے گئے۔ یہ معاہدہ تینوں ممالک کو ایک دوسرے کے بہت قریب لے آیا۔ معاہدہ کے نتیجہ میں آر۔سی۔ڈی (علاقائی تعاون برائے ترقی) کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ ایران پاکستان اور ترکی نے بہت سے مشترکہ منصوبے مکمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب اس تنظیم کو

''اقتصادی تعاون کی تنظیم'' (E.C.O) کہا جاتا ہے جس کے ممبران کی تعداد دس ہے۔

☆ پاکستان نے اسلامی انقلاب کے بعد ایران کی نئی حکومت کو تسلیم کیا۔ ایران کی اسلامی حکومت سے نہ صرف دوستانہ تعلقات قائم کیے بلکہ ہر شعبے میں تعاون کو مزید وسعت دی۔ دونوں ممالک کے وفود نے دورے کر کے تجارت کو فروغ دیا۔

☆ 2013ء میں صدر پاکستان نے ایران کا دورہ کیا اور مختلف شعبوں میں تعاون کو مزید فروغ دینے کے لیے ضروری اقدامات اٹھانے کا اعادہ کیا۔ آج کل ایران سے پاکستان کے ذریعے بھارت تک گیس پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ زیرِ غور ہے۔

4- پاک افغان تعلقات

افغانستان پڑوسی، اسلامی اور ایشیائی ملک ہے۔ دونوں ممالک کی سرحد 2252 کلومیٹر لمبی ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان قدیم مذہبی، تاریخی، ثقافتی، نسلی اور جغرافیائی رشتے موجود ہیں۔ افغان علاقوں سے درۂ خیبر کے راستے بڑی تعداد میں حملہ آور موجودہ پاکستانی علاقے میں آتے رہے۔ اسلام پھیلا تو افغان قبائل مسلمان ہوئے اور اسلام کی قوت بن گئے۔ افغان سردار احمد شاہ ابدالی کو مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے شاہ ولی اللہؒ نے دعوت دی۔ سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری افغان علاقوں سے ہی تعلق رکھتے تھے۔

☆ پاکستان وجود میں آیا تو دونوں ملکوں میں تعلقات کا آغاز خوش گوار نہیں تھا۔ افغانستان نے پاکستان کو بڑی دیر سے تسلیم کیا اور فروری 1948ء میں سفارتی تعلقات کی ابتدا ہوئی۔ افغانستان واحد مسلم ملک تھا جس نے قیامِ پاکستان پر خوشی کی بجائے اضطراب کا اظہار کیا۔ پاکستان نے ہمیشہ اچھے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی لیکن افغانستان کا رویہ منفی اور معاندانہ رہا۔

☆ افغانستان نے پاکستان کی اقوام متحدہ میں رکنیت کے خلاف سرگرمی دکھائی۔ وجہ پختونستان کا سوال تھا۔ افغان حکومت کا دعویٰ تھا کہ پاکستان کے شمال مغرب میں رہنے والے پختون قبائل اور ان کے علاقے افغانستان کا حصہ ہیں۔ وہاں پختونستان کے نام سے ایک علیحدہ مملکت بنائی جائے یا ان علاقوں کے عوام کو پاکستان یا افغانستان میں سے کسی ایک کے ساتھ الحاق کرنے کا حق دیا جائے۔

☆ برطانوی ہند اور افغانستان کے درمیان بارڈر کے تعین کے مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کے لیے 1893ء میں سیکرٹری وزارت خارجہ حکومتِ ہند سر ڈیورنڈ نے افغان بادشاہ امیر عبدالرحمان سے مذاکرات کیے اور ایک معاہدہ لکھا گیا جس کی رو سے سرحد کا حتمی تعین کر دیا گیا۔ افغانستان نے ڈیورنڈ لائن کو بین الاقوامی سرحد مان لیا اور اس لائن کے مشرق کی جانب اپنا دعویٰ ترک کر دیا۔ امیر عبدالرحمان کی وفات کے بعد امیر حبیب اللہ خاں نے 1905ء اور سردار محمد خاں نے 1912ء میں معاہدے کی توثیق کی۔ اس وقت سے ڈیورنڈ لائن ہی سرحد چلی آ رہی ہے۔

☆ افغانستان چاروں اطراف سے خشکی میں گھرا ہوا ملک ہے۔ سمندر تک اسے رسائی حاصل نہیں ہے۔ دوسرے ممالک سے تجارتی تعلقات کے قیام میں افغانستان کو دشواری پیش آ رہی تھی۔ حالات کو دیکھتے ہوئے پاکستان نے افغانستان کو راہداری کی سہولتیں دینے کا اعلان کیا۔ کراچی کی بندرگاہ سے سامان لانے اور لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ راہداری کی سہولتیں نرم شرائط پر دی گئیں۔ طورخم اور چمن کے راستے افغان تجارتی قافلوں کو گزرنے کا حق مل گیا۔ خیال تھا کہ راہداری کی سہولتیں ملنے کے بعد تعلقات بہتر شکل اختیار کرنے لگیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔

☆ سردار نعیم افغان وزیر خارجہ 1959ء میں پاکستان کے دورے پر آئے۔ حکومتِ پاکستان نے ان کی بے حد پذیرائی کی۔ اسلامی تاریخی، ثقافتی اور قدیم رشتوں کے حوالے سے قریبی دوستانہ تعلقات کے قیام کی ضرورت کا احساس دلایا گیا۔ سردار صاحب

کابل واپس گئے تو غیر متوقع طور پر منفی رویے کا اظہار کیا۔ پختونستان کے مسئلہ کو اٹھایا اور پاکستان پر الزام لگایا کہ وہ پختونوں کے حقوق غصب کیے بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی قبائلیوں کے روپ میں افغان فوجیوں کو سرحد پار بھیج کر حملے کروائے گئے جنھیں پاک فوج نے پسپا کر دیا۔ حالات ایسے خراب ہوئے کہ پاکستان نے دوبارہ اپنا سفارت خانہ بند کر دیا۔ البتہ اعلان کیا کہ افغانستان کو راہداری کی سہولتیں حاصل رہیں گی۔

☆ 1970ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں دونوں ملکوں کے تعلقات بہتر ہوئے۔ پاکستان کے وزیر اعظم اور افغانستان کے صدر نے باہمی طور پر خیر سگالی دورے کیے اور دونوں ملکوں میں ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت دونوں ملکوں نے علاقائی سالمیت اور عدم مداخلت کی پالیسی کا عہد کیا۔

☆ اپریل 1978ء میں افغانستان میں ایک فوجی انقلاب اور دسمبر 1979ء میں روسی افواج کے افغانستان میں داخلے سے تعلقات میں دوبارہ تلخی پیدا ہوگئی۔ افغانستان حکومت نے مخالفین کو کچلنے کے لیے روسی فوج کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا جس کی وجہ سے لاکھوں افغان باشندے اپنا گھر چھوڑ کر پناہ حاصل کرنے کے لیے پاکستان میں داخل ہوئے۔ پاکستان کی حکومت نے انسانی اور اسلامی جذبے کے تحت انھیں پناہ دی۔

☆ افغان عوام نے روسی فوجوں کو اپنے ملک سے باہر نکالنے کے لیے جہاد کا آغاز کیا تو پاکستان نے اُن کی بھرپور حمایت کی۔ دوسری طرف اس مسئلہ کا سفارتی حل تلاش کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔

☆ 1988ء میں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی جنیوا میں روس، پاکستان اور افغانستان کی حکومت کے درمیان معاہدہ طے پایا جس کی رو سے روس نے 1989ء میں اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلالیں۔

☆ اپریل 1992ء میں افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہوگئی جس کو حکومت پاکستان نے فوری طور پر تسلیم کر لیا لیکن تھوڑے عرصے بعد مجاہدین کے باہمی اختلاف کی وجہ سے ایک نئی صورت حال پیدا ہوگئی۔ مجاہدین کے ایک گروپ "طالبان" نے افغانستان کے بیشتر حصہ پر قبضہ کر کے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کر دی۔ حکومت پاکستان نے دوبارہ طالبان کی حکومت کو بھی تسلیم کر لیا۔

☆ 2000ء میں پاکستان اور افغانستان نے ایک مستقل مشترکہ کمیشن قائم کیا جس کا کام دونوں ممالک کی سرحد کے آر پار سمگلنگ کو روکنا اور افغان مہاجرین کی واپسی تھا۔ دونوں ممالک کے باہمی جھگڑوں کا طے کرنا بھی اس کمیشن کے اختیارات میں شامل کیا گیا۔

☆ 11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثے کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم کر دی گئی اور وہاں نئی حکومت قائم ہوگئی۔ حکومت پاکستان نے نئی حکومت کے ساتھ بھی تعاون کا اعلان کیا اور افغانستان کی تعمیر نو کے لیے مالی امداد بھی دی اور مزید امداد دینے کا وعدہ بھی کیا۔

☆ 2014ء میں اشرف غنی افغانستان کے صدر منتخب ہوئے۔ پاکستان کی فوج کے سربراہ اور دیگر شخصیات افغانستان کا دورہ کر چکی ہیں۔ افغان حکومت نے پاکستان کو دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا ہے۔ اب دونوں ممالک کے درمیان بہتر تعلقات کی امید کی جا سکتی ہے۔

اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور اقتصادی تعاون کی تنظیم میں پاکستان کا کردار
(Role of Pakistan in O.I.C and E.C.O)

اسلامی کانفرنس کی تنظیم *(Organization of Islamic Conference)*

پاکستان شروع دن سے ہی اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے اتحاد کا خواہاں ہے۔ ہمیشہ ہم آہنگی اور تعاون کے لیے سازگار ماحول بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ مسلمانوں کے حق میں اٹھنے والی تحریکوں کا ساتھ دیا ہے اور اپنے مؤقف کی کھل کر اقوام متحدہ میں بات کی ہے۔

اسلامی کانفرنس کا قیام

دنیا بھر کے مسلم ممالک کے نمائندے 1969ء میں مراکش کے شہر رباط میں اکٹھے ہوئے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کے نام سے ایک مستقل ادارے کی تشکیل کی تجویز پیش کی جس کی تمام اسلامی ممالک نے حمایت کی اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا صدر دفتر جدہ میں ہے۔ اسلامی کانفرنس کا منشور ترتیب دینے میں پاکستان نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ منشور کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- فلسطینی عوام کے مقدس مقامات کا تحفظ
2- دنیا بھر کے مسلم عوام کے حقوق کا دفاع
3- آزادی اور حقوق کے لیے ہر علاقے کے مسلمانوں کی جدوجہد کی حمایت
4- اسلامی ممالک کے درمیان تعاون اور مفاہمت کے فروغ کے لیے کوششیں
5- ہر قوم کے حق خودارادیت کی حمایت
6- اقتصادی، سائنسی، ثقافتی اور سماجی شعبوں میں باہمی تعاون
7- بین الاقوامی امن اور سلامتی نیز عدل وانصاف کے اصولوں کی پاسداری

اسلامی کانفرنس میں پاکستان کا کردار

☆ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم میں بہت اہم کردار ادا کیا جس کا اعتراف مسلم ممالک نے خود بھی کیا ہے۔

☆ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا پہلا اجلاس 1969ء میں مراکش کے شہر رباط میں منعقد ہوا تو پاکستان نے اس کی کارروائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

☆ دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس 1974ء میں لاہور کے تاریخی شہر میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں پاکستان نے میزبانی کے فرائض ادا کیے۔ 40 اسلامی ممالک کے نمائندوں کے علاوہ مؤتمر عالم اسلامی، تحریک آزادی فلسطین اور عرب لیگ کے وفود نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ شاہ فیصل، معمر قذافی، حافظ الاسد، شیخ زید بن سلطان اور انور سادات سمیت بڑی بڑی عالمی شخصیتوں نے بھی کانفرنس میں شرکت کی۔ پاکستان کی حکومت اور عوام نے بڑے جذباتی انداز میں اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ یہ اتحاد عالم اسلام کا ایک روح پرور نظارہ تھا۔ پاکستان نے کانفرنس میں فلسطینی عوام کی آزادی اور خودمختاری کے حق میں قرارداد پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔

☆ پاکستان نے 1969ء سے تا حال اسلامی کانفرنسوں کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی صدر یا وزیراعظم پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے۔ اسلامی دنیا کے اتحاد اور مسلم ریاستوں کے مسائل کے حل کے لیے پاکستان نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

☆ مسلم ممالک کے درمیان تجارتی، سائنسی، فنی، تعلیمی، ثقافتی اور اقتصادی تعاون کے لیے راہیں تلاش کرنے میں پاکستان نے نمایاں طور پر حصہ لیا اور مختلف منصوبوں کی تشکیل کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔

☆ اسلامی کانفرنس کی کامیابی اور مسلم امہ کے اتحاد کے لیے پاکستان نے جو خدمات انجام دی ہیں نیز اسلامی ممالک سے خصوصی تعلقات کے قیام کے لیے جو اقدامات اٹھائے ہیں، ان کا اعتراف اسلامی برادری ہمیشہ کرتی رہی ہے۔ 1980ء میں پاکستان کو بہت بڑا اعزاز حاصل ہوا جب اسلامی دنیا نے مسلمانوں کے مسائل کے بارے میں اقوام متحدہ میں اظہار رائے کے لیے صدر پاکستان کو نامزد کیا۔ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے پاکستان کے سربراہ نے اہم تقریر کی اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا بھرپور انداز میں ذکر کیا۔

اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای۔سی۔او) Economic Co-operation Organization (E.C.O)

جولائی 1964ء میں ایران، پاکستان اور ترکی نے باہمی رضامندی سے "علاقائی تعاون برائے ترقی (R.C.D)" کی بنیاد رکھی۔ 1979ء میں ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد ایرانی حکومت کی تمام توجہ اپنے اندرونی مسائل کی طرف مبذول رہی۔ 1985ء میں ایران کی خواہش پر اس تنظیم کو دوبارہ فعال کیا گیا اور اس کا نیا نام "اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) رکھا گیا۔

16 فروری 1992ء کو اس تنظیم کا دو روزہ سربراہی اجلاس ایران کے دارالحکومت تہران میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں وسطی ایشیا کی چار نو آزاد مسلم ریاستوں آذربائیجان، ازبکستان، ترکمانستان اور تاجکستان کو باقاعدہ تنظیم کا ممبر بنایا گیا۔ اس تنظیم کا ایک اور اجلاس 28 نومبر 1992ء کو اسلام آباد (پاکستان) میں منعقد ہوا جس میں افغانستان اور وسطی ایشیا کی بقیہ دو مسلم ریاستوں قازقستان اور کرغیزستان کو بھی ای۔سی۔او کا ممبر بنا لیا گیا۔ اس طرح اب یہ دس رکنی تنظیم ہے۔

ای۔سی۔او کی تنظیم

ای۔سی۔او کی تنظیم درج ذیل اداروں پر مشتمل ہے۔

☆ وزرائے خارجہ کی کونسل ☆ علاقائی منصوبہ بندی کمیشن ☆ ایوان تجارت

☆ بیمہ سنٹر ☆ ثقافتی ادارہ ☆ تجارتی، صنعتی، زرعی، سائنسی اور ثقافتی کمیٹیاں

ای۔سی۔او کے مقاصد

i- معاشی، تکنیکی اور ثقافتی میدانوں میں تعاون
ii- علاقائی سطح پر معاشی اور تجارتی منصوبوں پر عمل درآمد
iii- باہمی امداد کے ساتھ ترقی کی منازل طے کرنا
iv- تجارتی شعبوں میں ایک دوسرے کو سہولتیں مہیا کرنا

پاکستان اور ای۔سی۔او

ای۔سی۔او کے تمام رکن اسلامی ممالک ہیں اور پاکستان کے لیے ان ممالک کی اہمیت سیاسی، فوجی، معاشی اور تجارتی اعتبار سے بہت زیادہ ہے۔ پاکستان کئی شعبوں میں ای۔سی۔او کے رکن ممالک سے تعاون بڑھانے کا خواہش مند ہے جس میں خاطر خواہ کامیابی

حاصل ہوئی ہے۔

1- سیاسی اہمیت

عالمی سیاست میں ای۔سی۔او کی سیاسی اہمیت مسلمہ ہے۔ پاکستان نے بین الاقوامی ذمہ داریاں نبھانے، کشمیر اور دیگر امور کو حل کرنے کے لیے ای۔سی۔او میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

2- تجارتی روابط

وسطی ایشیائی ممالک، ترکی، ایران، افغانستان اور پاکستان کے لیے اچھی منڈیاں ثابت ہوسکتی ہیں۔ پاکستان اپنی اشیا ان ممالک کو برآمد کرکے کثیر زرمبادلہ کما سکتا ہے۔ ان مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وزارئے خارجہ، تجارت اور دیگر وزارتی سطح کے اجلاس منعقد ہوتے رہے ہیں۔ مشترکہ ترقیاتی بنک قائم ہوچکا ہے۔ پاکستان نے وسطی ایشیائی ریاستوں کے ساتھ مل کر مشترکہ اقتصادی کمیشن بھی قائم کیا ہے۔

3- راہداری کی سہولتیں

وسطی ایشیائی ریاستیں اور افغانستان چاروں طرف سے خشکی میں گھرے ہوئے ہیں۔ انھیں سمندر تک رسائی پاکستان، ایران اور ترکی کے راستے حاصل ہوسکتی ہے۔ تینوں ممالک وسطی ایشیائی ریاستوں کو راہداری کی سہولتیں مہیا کرنے پر آمادہ ہیں۔ پاکستان کا سمندر ان ریاستوں کے لیے زیادہ نزدیک اور سہولت کا باعث ہے۔ پاکستان کو وسطی ایشائی ریاستوں سے ملانے کے لیے تاشقند سے پشاور تک ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ بھی زیرغور ہے۔ پاکستان سے ریلوے لائن زاہدان تک جاتی ہے جسے ترکی تک بڑھانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ مشترکہ جہازران کمپنیاں بنانے کی تجویز بھی پاکستان نے پیش کی ہے۔

4- تیل اور گیس پائپ لائن

وسطی ایشیائی ریاستوں میں وافر تیل اور گیس موجود ہے۔ پاکستان ان سے ضرورت کے لیے تیل اور گیس خریدنا چاہتا ہے اور منصوبہ بندی ہورہی ہے کہ پائپ لائنیں بچھائی جائیں۔ ایسے منصوبوں کی تکمیل میں افغانستان کی سیاسی صورت حال حائل ہورہی ہے۔ پاکستان نے تیل اور گیس کی اپنے علاقوں میں تلاش کے لیے رکن ممالک سے معاہدے کیے ہیں اور چاہتا ہے کہ اپنے ہاں تیل صاف کرنے والے کارخانے قائم کیے جائیں۔ ای۔سی۔او کے تحت ''تیل کارپوریشن'' کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔

5- فنون لطیفہ اور ثقافتی تعاون

مشترکہ کھیلوں کے انعقاد اور فنون لطیفہ کی ترقی کے لیے ای۔سی۔او میں پاکستان کا کردار قابل ستائش ہے۔ اب شاعروں، فنکاروں اور اساتذہ کے وفود کے تبادلے کیے جارہے ہیں جس سے رکن ممالک ایک دوسرے کے بہت قریب آرہے ہیں اور ایک دوسرے کے مسائل سے آگہی حاصل کررہے ہیں۔

اقوام متحدہ (United Nations)

قوموں کے درمیان تعاون اور دنیا میں امن کے قیام کے لیے بین الاقوامی سطح پر سرگرمیاں 19ویں صدی کے آغاز میں شروع ہوئیں۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر 1919ء میں انجمن اقوام (League of Nations) قائم کی گئی لیکن دوسری جنگ عظیم

چھڑ جانے کی وجہ سے یہ ادارہ ختم ہو گیا۔ جنگ کے بعد تباہی اور ہولناکیوں کو دیکھتے ہوئے دنیا بھر کی انسانی برادری نے آئندہ جنگوں کی روک تھام اور باہمی تعاون کے فروغ کے لیے ایک نئے ادارے کی تخلیق کو ضروری سمجھا۔ بڑے ممالک کے سربراہوں نے متعدد بار ملاقاتیں کیں۔ بالآخر 1945ء میں امریکہ کے شہر سان فرانسسکو میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور اقوام متحدہ (United Nations) بنانے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ پچاس ریاستوں کے نمائندوں نے 25 جون 1945ء کو اقوام متحدہ کے چارٹر کی منظوری دی اور یہ ادارہ 24 اکتوبر 1945ء کو وجود میں آگیا۔ اس کا صدر مقام نیویارک میں ہے۔

اقوام متحدہ کے قیام کے مقاصد

1- بین الاقوامی امن کا قیام

دنیا بھر میں امن قائم کرنا اور ایسی فضا پیدا کرنا کہ قوموں کے درمیان جنگ کی نوبت نہ آئے۔ قوموں کے درمیان دوستانہ تعلقات کو فروغ دینا اور ہر قوم کے حق خود ارادیت کا احترام کروانا۔

2- معاشی و معاشرتی تعاون

تمام اقوام عالم کی ثقافتی، معاشی، معاشرتی اور دیگر شعبوں میں ترقی کے لیے منصوبہ بندی کرنا اور ان مقاصد کے لیے اشتراک عمل پیدا کرنا۔

3- انصاف کی فراہمی

تمام ریاستوں کی آزادی اور خود مختاری کو محفوظ بنانا اور بین الریاستی تنازعات کو خوش اسلوبی سے طے کرنا تاکہ انھیں انصاف مہیا ہو سکے۔

4- انسانی مسائل کا حل

دنیا بھر میں ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لیے خصوصی کوششیں کرنا۔ مہاجرین کی آبادکاری، نئی نسل کی تعلیم، صحت اور بہبود کے لیے اقدام اٹھانا اور محکوم قوموں کی آزادی و خود مختاری کے لیے جدوجہد کرنا۔

اقوام متحدہ کے ادارے **(Organs of the United Nations)**

اقوام متحدہ کے مندرجہ ذیل چھے بنیادی ادارے ہیں:

1- جنرل اسمبلی 2- سلامتی کونسل 3- تولیتی کونسل 4- معاشی و معاشرتی کونسل

5- بین الاقوامی عدالت انصاف 6- سیکرٹریٹ

1- جنرل اسمبلی *(General Assembly)*

جنرل اسمبلی اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ تمام رکن ممالک کے نمائندے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کا اجلاس ہر سال ستمبر کے مہینے میں منعقد ہوتا ہے۔ یہ درج ذیل فرائض سرانجام دیتی ہے۔

1- سلامتی کونسل کے دس غیر مستقل ارکان کا انتخاب

ii- سیکرٹری جنرل اور دیگر اعلیٰ عہدیداروں کے چناؤ کی منظوری

iii- معاشی اور معاشرتی کونسل کے ارکان کا انتخاب

iv- نئی ریاستوں کو رکنیت دینا اور کسی ریاست کی رکنیت کو ختم کرنا۔

v- بجٹ کی منظوری

vi- اقوام متحدہ کے تحت کیے گئے تمام معاہدوں کی توثیق

vii- دنیا بھر میں امن کے قیام کے لیے اقدامات

viii- سماجی واقتصادی ترقی، معیارِ زندگی کو بہتر بنانا اور بین الاقوامی تعاون کے لیے فضا کی تخلیق

ix- کسی بھی امتیاز کے بغیر حقوق اور مراعات کی ریاستوں کو فراہمی

2- سلامتی کونسل *(Security Council)*

یہ اقوام متحدہ کا دوسرا اور بہت اہم ادارہ ہے۔ یہ ادارہ اقوام متحدہ کی انتظامیہ شمار ہوتی ہے۔ سلامتی کونسل کے کل ارکان کی تعداد 15 ہے۔ ان میں سے 5 مستقل ارکان امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور عوامی جمہوریہ چین ہیں۔ سلامتی کونسل کے اجلاس مختصر وقفوں کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ کونسل کا صدر ہر ماہ منتخب کیا جاتا ہے۔ سلامتی کونسل کے فیصلے پندرہ میں سے کم از کم نو ارکان کی رائے کے مطابق طے پاتے ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ ان 9 ارکان میں پانچوں مستقل ارکان شامل ہوں۔ اگر کوئی ایک مستقل رکن منفی رائے دے دے تو معاملہ طے نہیں پا سکتا۔ مستقل ارکان کے اس اختیار کو ''ویٹو'' کا نام دیا گیا ہے۔ امن وامان کا قیام، بین الاقوامی تنازعات کا حل، نئے ممالک کی رکنیت اور اس کے خاتمے کی سفارش، بین الاقوامی عدالت انصاف کے ججوں کا چناؤ اور جنرل سیکرٹری کے چناؤ کی سفارشات سلامتی اسمبلی کو بھیجنا اس کے اہم فرائض میں شامل ہے۔

3- تولیتی کونسل *(Trusteeship Council)*

اقوام متحدہ کے اس ادارے نے دوسری جنگ عظیم کے بعد تباہ حال قوموں کی حالت بہتر بنانے کے لیے انتظام کیا تاکہ وہ ان علاقوں کے عوام کی ثقافتی، تعلیمی، اقتصادی، سماجی اور دیگر ضرورتوں کی تکمیل بطور نگران کرے اور یہ نگرانی اس وقت تک رہے گی جب تک کہ یہ قومیں آزادی حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو جاتیں۔ اب یہ ادارہ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔

4- معاشی ومعاشرتی کونسل *(Economic and Social Council)*

کونسل کے کل ارکان کی تعداد 54 ہے۔ ان کا چناؤ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر کرتی ہیں۔ ہر رکن کی میعاد تین سال ہے۔ 1/3 ارکان ہر سال ریٹائر ہو جاتے ہیں اور اُن کی جگہ نئے 1/3 ارکان منتخب کر لیے جاتے ہیں۔ کونسل کے اجلاس سال میں تین بار طلب کیے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ خصوصی اجلاس بھی بلایا جا سکتا ہے۔ معاشی ومعاشرتی کونسل کے ارکان اپنے میں سے ایک رکن کو بطور صدر چُن لیتے ہیں۔

معاشی ومعاشرتی کونسل درج ذیل فرائض انجام دیتی ہے:

i- دنیا بھر کے عوام کے حقوق، بالخصوص معاشی ومعاشرتی حقوق کی فراہمی۔

ii- انسانوں کے معیارِ زندگی کو بلند کرنا اور معاشی ومعاشرتی ترقی کی کوشش کرنا۔

iii- بین الاقوامی سطح پر تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون کی فضا پیدا کرنا۔

iv- بے روزگاری، غربت اور بیماری کو دور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا۔

v- مختلف کمیشنوں اور کمیٹیوں کی تشکیل جو آبادی، تعلیم، صحت، حقوق، عوامی بہبود، خواتین کی ترقی اور شماریات کے حوالے سے منصوبے بناتی اور انھیں عملی جامہ پہناتی ہیں۔

5- بین الاقوامی عدالت انصاف (International Court of Justice)

اقوام متحدہ میں بین الاقوامی عدالت انصاف ایک اہم عضو ہے۔ عدالت کے ججوں کی کل تعداد 15 ہے جو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کا چناؤ 9 سالہ مدت کے لیے جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مل کر کرتی ہیں۔ ایک ملک سے ایک سے زیادہ جج نہیں لیے جاسکتے۔ عدالت اپنے فیصلے حاضر ارکان کی اکثریت کی رائے کے مطابق کرتی ہے۔ اگر کسی مقدمہ میں ججوں کی تعداد موافقت اور مخالفت میں برابر نکلے تو چیف جج کا ووٹ فیصلہ کن شمار ہوتا ہے۔

ریاستوں کے مابین تنازعات کا حل کرانا، اقوام متحدہ کے منشور میں شامل تمام موضوعات پر مقدمات کی سماعت کرنا، بین الاقوامی قوانین کی تشریح اور توضیح کرنا اور اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کو قانونی مشورہ دینا اس کے فرائض میں شامل ہے۔

6- سیکرٹریٹ (Secretariate)

یہ اقوام متحدہ کا ریکارڈ آفس ہے اور نیویارک میں قائم ہے۔ سیکرٹریٹ کا سربراہ سیکرٹری جنرل کہلاتا ہے۔ اُس کی معاونت کے لیے کئی سیکرٹری بھی چنے جاتے ہیں۔ جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل سیکرٹری جنرل کو پانچ سال کے لیے منتخب کرتی ہیں۔

سیکرٹریٹ کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

i- تمام اداروں کے اجلاسوں کی کارروائیاں محفوظ رکھنا۔

ii- خط و کتابت کرنا اور ریکارڈ محفوظ رکھنا۔

iii- سالانہ رپورٹیں تیار کرنا۔

iv- اقوام متحدہ کے بنیادی اداروں کی تمام کارروائی کا ریکارڈ پانچ زبانوں انگریزی، فرانسیسی، عربی، چینی اور ہسپانوی میں منتقل کرنا۔

بین الاقوامی تنازعات کو حل کرانے میں اقوام متحدہ کا کردار
(U.N. Role in Solving International Problems)

1- مسئلہ کشمیر (Kashmir Problem)

برصغیر کی تقسیم کے وقت جموں وکشمیر کی ریاست ہندوستان کی اہم ترین ریاستوں میں سے ایک تھی۔ چونکہ جموں وکشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اس لیے وہ پاکستان سے الحاق کرنا چاہتے تھے لیکن اس وقت کا راجا آمادہ نہ تھا۔ اس طرح کشمیر میں آزادی کی جدوجہد شروع ہوگئی اور کشمیریوں نے جہاد کے ذریعے کافی علاقہ آزاد کرالیا جسے "آزاد کشمیر" کہتے ہیں۔ صورت حال کو اپنے خلاف جاتا دیکھ کر راجا نے بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر دستخط کردیے اور یوں پاکستانی اور بھارتی فوجوں کا آپس میں ٹکراؤ ہوا۔ جنگ میں بھارت کو جب اپنی پوزیشن خطرے میں نظر آئی تو اس نے اقوام متحدہ میں جا کر دہائی دی۔ اقوام متحدہ کی مداخلت پر بالآخر جنگ بندی ہوئی۔ سلامتی کونسل نے کشمیر اور کشمیریوں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے دو قراردادیں 3 اگست 1948ء اور

5 جنوری 1949ء کو منظور کیں۔ طے پایا کہ دونوں ممالک کی افواج کشمیر سے نکل جائیں گی اور عوام کی رائے جاننے کے لیے رائے شماری کرائی جائے گی۔ اقوام متحدہ کی قراردادوں کو بھارت نے قبول کیا لیکن جب اُس کا کنٹرول مضبوط ہو گیا تو وہ اپنے وعدے سے مکر گیا۔

2- مسئلہ افغانستان (Afghanistan Problem)

افغانستان میں صدر داؤد کے قتل کے بعد روس نواز حکومتیں یکے بعد دیگرے نور محمد ترکئی، حفیظ اللہ امین اور ببرک کارمل کی سربراہی میں قائم ہوئیں۔ ببرک کارمل کے دور میں سابق سوویت یونین کی افواج نے براہ راست کابل پر قبضہ کرلیا۔ 40 لاکھ سے زیادہ افغان مہاجرین پاکستان آگئے۔ روسی افواج کے خلاف مجاہدین کو مغربی دنیا کی حمایت حاصل ہوئی۔ اقوام متحدہ نے افغانستان میں روسی مداخلت کی مذمت کی۔ 1981ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 23 کے مقابلے میں 116 ووٹوں سے افغانیوں کی آزادی اور خودمختاری کے حق میں قرارداد منظور کی۔

اقوام متحدہ نے روس پر مسلسل دباؤ ڈالے رکھا کہ وہ اپنی افواج افغانستان سے نکال لے۔ مجاہدین نے پاکستان اور مغربی ممالک کی مدد کے ساتھ روسی افواج کو اتنا نقصان پہنچایا کہ روس مذاکرات کی میز پر آنے پر مجبور ہو گیا۔ ایک معاہدہ کے تحت روس نے 1989ء میں اپنی افواج افغانستان سے واپس بلالیں۔ 2001ء میں امریکہ اور اس کی اتحادی افواج نے افغانستان پر قبضہ کرلیا، جو اب ختم ہو چکا ہے۔

3- مسئلہ فلسطین (Palestine Problem)

فلسطین کا مسئلہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سامنے آیا۔ جب 1948ء میں مغربی طاقتوں کی حمایت کے ساتھ دنیا کے مختلف حصوں میں بکھرے ہوئے یہودی فلسطین کی سرزمین پر اکٹھا ہونا شروع ہوئے۔ جس کا نتیجہ اسرائیل کے نام پر وجود میں آنے والی ریاست پر منتج ہوا۔ فلسطینیوں کے لیے یہ بات تشویش ناک تھی جس کو نظر انداز کرنا کسی طور ممکن نہ تھا مگر مغربی طاقتوں کے ایما پر اسرائیل نے اپنے علاقے پھیلانے شروع کر دیے۔

مسلمان ممالک خصوصاً عرب ممالک فلسطین کے بچاؤ کے لیے سرگرم عمل ہو گئے اور کئی مرتبہ اسرائیل اور عربوں کے مابین باقاعدہ جنگ ہوئی مگر عربوں کے درمیان اتحاد کی کمی اور دیگر وجوہات کی بنا پر عرب ممالک جنگوں کو اپنے حق کے لیے بارآور ثابت نہ کرا سکے اور کئی اہم علاقے جن میں یروشلم کا علاقہ قابل ذکر ہے، اسرائیل کے براہ راست کنٹرول میں چلے گئے اور فلسطین کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کر گیا۔ فلسطینی ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ اسرائیل کی جارحانہ کارروائیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اقوام متحدہ بھی اس مسئلہ کا کوئی خاطر خواہ حل نہ کرا سکی۔

آج بھی فلسطین کی آزادی کی تحریک اور اسرائیل کی جارحیت دونوں سرزمین فلسطین پر بدستور موجود ہیں۔ بظاہر اقوام متحدہ اور بڑی طاقتیں آج بھی اس مسئلے کے حل کے لیے کوشاں نظر آتی ہیں مگر خلوص اور ارادے کی کمی اس مسئلے کو دن بدن گھمبیر کرتی چلی جارہی ہے۔

سوالات

حصہ اوّل (معروضی)

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

i- عوامی جمہوریہ چین کا قیام کب عمل میں آیا؟

ا۔ 1947ء ب۔ 1949ء ج۔ 1951ء د۔ 1953ء

ii- اقوام متحدہ کی ''معاشی و معاشرتی کونسل'' کے ارکان کی تعداد کتنی ہے؟

ا۔ 34 ب۔ 44 ج۔ 54 د۔ 64

iii- اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا پہلا اجلاس 1969ء میں کس شہر میں منعقد ہوا؟

ا۔ رباط ب۔ جدہ ج۔ کراچی د۔ تہران

iv- اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) کا قیام کب عمل میں آیا؟

ا۔ 1964ء ب۔ 1975ء ج۔ 1985ء د۔ 1990ء

v- 24 اکتوبر 1945ء کو کس ادارے کا قیام عمل میں آیا؟

ا۔ اقتصادی تعاون کی تنظیم ب۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم

ج۔ اقوام متحدہ د۔ علاقائی تعاون برائے ترقی

vi- پاکستان اور بھارت کے درمیان ''شملہ معاہدہ'' کب ہوا؟

ا۔ 1971ء ب۔ 1969ء ج۔ 1967ء د۔ 1965ء

vii- پاکستان اور افغانستان کی سرحد کی لمبائی کتنی ہے؟

ا۔ 2240 کلومیٹر ب۔ 2246 کلومیٹر

ج۔ 2250 کلومیٹر د۔ 2252 کلومیٹر

viii- پاکستان اور بھارت کے درمیان ''آگرہ'' کانفرنس کب ہوئی؟

ا۔ 1999ء ب۔ 2001ء ج۔ 2003ء د۔ 2005ء

ix- اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ادارہ کون سا ہے؟

ا۔ جنرل اسمبلی ب۔ بین الاقوامی عدالت انصاف

ج۔ سلامتی کونسل د۔ معاشی ومعاشرتی کونسل

x- پاکستان اور افغانستان کے درمیان سفارتی تعلقات کی ابتدا کب ہوئی؟

ا۔ 1948ء ب۔ 1950ء ج۔ 1952ء د۔ 1954ء

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے:

-i ''ڈیورنڈ لائن'' سے کیا مراد ہے؟

-ii معاشی و معاشرتی کونسل کون سے فرائض سرانجام دیتی ہے؟

-iii اقتصادی تعاون کی تنظیم کے مقاصد تحریر کیجیے۔

-iv پاکستان اور ایران کے درمیان سرحدی سمجھوتہ کب ہوا؟

-v ''سندھ طاس معاہدے'' سے کیا مراد ہے؟

-vi پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے درمیان تعلقات کا آغاز کب ہوا؟

-vii پاکستان کی خارجہ پالیسی ''آزاد اور خودمختار'' کیوں ہے؟

-viii ریاست جموں و کشمیر کی آزادی کے لیے پاکستان کا کیا کردار ہے؟

-ix ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا واقعہ کب اور کہاں رونما ہوا؟

-x اقوام متحدہ کے قیام کے کیا مقاصد ہیں؟

حصہ دوم (انشائیہ)

-3 درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیجیے:

-i پاکستان کی خارجہ پالیسی کو متعین کرنے والے عوامل کی وضاحت کیجیے۔

-ii پاکستان کی خارجہ پالیسی کے نمایاں خدوخال کون کون سے ہیں؟

-iii پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں آنے والے نشیب و فراز کا جائزہ لیجیے۔

-iv چین پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے جس نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ وضاحت کیجیے۔

-v پاکستان کے ہمسایہ اسلامی ملک ایران کے ساتھ تعلقات بیان کیجیے۔

-vi پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کا جائزہ لیجیے۔

-vii اقوام متحدہ کے بنیادی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لیجیے۔

-viii بین الاقوامی تنازعات کے حوالے سے اقوام متحدہ کا کردار واضح کیجیے۔

-ix اسلامی کانفرنس کی تنظیم میں پاکستان کا کردار بیان کیجیے۔

-x پاکستان کے کردار کے حوالے سے اقتصادی تعاون کی تنظیم کی کارکردگی پر روشنی ڈالیے۔

سائیکل یا موٹر سائیکل پر کرتب دکھانا، آپ اور دوسروں کے لیے مصیبت اور خطرے کا باعث ہوتا ہے۔

سڑک پار کرنے کے لیے ہمیشہ صحیح راستہ استعمال کریں۔

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ منظور شدہ نصاب کے مطابق معیاری اور سستی کُتب مُہیا کرتا ہے۔ اگر ان کُتب میں کوئی تصوّر وضاحت طلب ہو، متن اور املا وغیرہ میں کوئی غلطی ہو تو گزارش ہے کہ اپنی آرا سے آگاہ فرمائیں۔ ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔

مینجنگ ڈائریکٹر
پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ
21-ای-II، گلبرگ-III، لاہور۔

فیکس نمبر: 042-99230679
ای میل: chairman@ptb.gop.pk
ویب سائٹ: www.ptb.gop.pk

Printed by: Maryah Printers Islamabad
sales@maryahprinters.com

Designed By: ART CELL PCTB

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور